اکائی (4)　کتاب ینوب عن الکتائب (ابن العمید)

مشمولات

4.1　تمہید
4.2　اغراض ومقاصد
4.3　متن سبق
4.4　صاحب سبق کا تعارف
4.5　متن کا ترجمہ
4.6　لغوی تحقیق
4.7　ادبی صنف کا تعارف
4.7.1　صنف کی ہیئت وصورت
4.8　متن سبق کا موضوع
4.9　متن سبق کی توضیح وتشریح
4.10　متن کی خصوصیات
4.11　اسلوبی خصوصیات
4.12　خلاصہ
4.13　نمونے کے امتحانی سوالات
4.14　مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

4.1 تمہید

اس زمانے کی نثر نگاری کی ایک صنف رسالہ نگاری، خطوط نگاری کے فن میں غیر معمولی اضافہ ہوا، خطوط کا دائرہ کار بڑھ گیا، اسلوب میں تنوع، لفظوں کے انتخاب، جملوں کی ساخت و بناوٹ میں تبدیلیاں رونما ہوئیں، تراکیب، تعبیرات ماقبل کے زمانے سے زیادہ پر کشش ہوئے، اس عہد کی رسالہ نگاری میں سجع موزونیت کا وصف بھی خاص طور پر پایا جاتا ہے، ایک ہی مضمون کو مختلف پیرایہ میں پیش کیا جاتا ہے، یعنی اختصار کی جگہ طویل نویسی خطوط میں جگہ لے لی، خطوط کے شروع میں القاب و اداب کا کبھی اضافہ ہوتا تو کبھی کمی واقع ہوتی، عباسی دور میں ایرانیوں، فارسیوں اور ترکوں کا غیر معمولی اثر ورسوخ رہا، جس کی وجہ سے عربی زبان وادب پر اس کے اثرات نمایاں ہوئے، عربی زبان وادب میں نثر نگاری کی طرح خطوط اور رسائل میں خالص الفاظ کا استعمال شروع ہو گیا، ابتداء یہ رسائل وخطوط نجی ہوتے، پھر اس کے موضوعات میں تنوع ہوا، ان خطوط میں جہاں نجی معاملات ومسائل چھیڑے گئے ہیں، وہیں علمی موضوعات بھی ان رسائل میں بکثرت پائے جاتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ یہ تاریخی معلومات کی وافر مقدار کو بھی شامل ہیں، یہاں درج ذیل تحریر میں ابن العمید کی رسالہ نگاری کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے۔

4.2 اغراض ومقاصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلباء عصر عباسی اول میں رسالہ نگاری (خطوط) کی حقیقت، تبدیلی، اسالیب میں تنوع، لفظوں اور جملوں کا انتخاب اور ساخت میں تبدیلی کی جان کاری حاصل کر سکیں گے، یہاں پر طلبہ دور عباسی کے ایک اہم نثر نگار اور رسالہ نگار یعنی ابن العمید کی رسالہ نگاری کا ایک نمونہ، رسالہ میں استعمال ہونے والے نثر کے نمونے، الفاظ میں ترادف کے بکثرت استعمال، لفظوں کی بندش اور تراکیب کے استعمال سے انہیں قدرت حاصل ہو سکے گی، اور اس کے خوبصورت اور لفظی سجع بندیوں اور تکلف سے خالی واقعیت اور حقیقت پر مبنی اس کا نثر نگاری اور رسالہ نگاری سے واقفیت حاصل ہوگی، انہیں رسالہ نگاری کے طریقہ کار کا علم ہوگا کہ رسالہ نگاری (خطوط) کو کس انداز سے اس دور میں لکھا جاتا تھا، اس کی تمہید کیا ہوتی تھی، اصل موضوع اور مضمون سے لے کر اختتام تک اس کی کیفیت کے متعلق معلومات حاصل ہوگی۔

4.3 متن سبق

كِتابِي وأنا مُترجّحٌ بين طمعٍ فِيكَ ويأسٍ مِنكَ، وإقبالٍ علَيك وإعراضٍ عنكَ؛ فَإنّك تُدِلُّ بسابقِ حُرمةٍ وتمُتُّ بسالفِ خدمةٍ أَيسرُهما يُوجبُ رِعايةً ويَقتضِيْ مُحافظةً وعِنايةً ثُمّ تَشفعُهما بحادثِ غُلولٍ وخيانةٍ، وتُتبعهُما بآنفِ خلافٍ ومَعصيةٍ، وأدنٰى ذلك يُحبطُ أعمالَك، ويُمحقُ كلَّ مايُرعٰى لَك۔

لا جَرَم أني وقفتُ بَين مَيلٍ إليك ومَيلٍ عليك، أُقدّمُ رِجلا لِصَدمِك، وأؤَخّرُ أُخرٰى عن قَصدِك، وأبسُطُ يدًا لاصطِلامكَ، وأَثني ثانيةً لِاستِبقائِك واِستِصلَاحِك، وأَتوقّفُ عَن اِمتثالِ بَعضِ المَأمورِ فِيكَ ضَنًّا بِالنّعمةِ عِندَك، وَمُنافَسةً فِي الصَّنيعةِ لَدَيك، وتأمِيلاً لفَيئتِك وانصرافِك، ورجاءً لمُراجعتِك وانعطافِك، فقد يعزُبُ العقلُ ثم يؤُوبُ، ويغرُبُ اللُّبُّ ثم يَثوبُ، وَيذهبُ الحَزمُ ثم يعُودُ، وَيفسُدُ العَزمُ ثم يَصلُحُ، وَيُضاعُ الرّأيُ ثم يُستَدرَكُ، ويَسكُر المَرءُ ثم يَصحُوْ، وَيَكدَرُ الماءُ ثم يَصفُو. وكلُّ ضِيقةٍ إلٰى رَخاءٍ، وَكل غَمرةٍ فإلى انجِلاءٍ.

وكَما أنّكَ أتَيتَ مِن إسائتِك بِما لم تَحتَسِبهُ أولياؤُك، فلايدعُ أن تأتيَ مِن إحسانِك بِما لم تَرتقِبهُ أعداؤُك، وكما استمَرّتْ بِك الغَفلَةُ حَتى ركِبتَ ما ركبتَ، واخترتَ ما اخترتَ، فلا عجبَ أن تنتبِهَ انتباهةً تبصُرُ فِيها قبحَ ما صنعتَ، وسوءَ ما

آثرتَ۔ وسأقيم علٰی رسمِي في الإبقائِ والمُماطلةِ ما صلُح، وعلی الاستنائِ والمطاولةِ ما أمكنَ؛ طمعًا في أنائَتِک، وتحکِیمًا لحُسنِ الظَّنِ بِک، فلستُ أعدَمُ فیما أظاهرُہ من أعذارٍ، وأُرادفُہٗ مِن إنذارٍ، احتِجاجًا علیک واستدراجًا لک۔ فإن یشأِ اللّٰہُ یرشدْک، ویأخذْ بک إلی حظک ویسدّدْک، فإنہ علی کل شیئٍ قدیرٌ، وبالإجابةِ جدیرٌ.

وزعمتَ أنّک في طرفٍ من الطّاعةِ بعدَ أن کنتَ مُتوسِطَها، وإذا کنتَ کذٰلک فقد عَرَفتَ حالَیْھا، وحَلَبتَ شَطرَیھا، فنشدتُکَ اللّٰہَ لَمَا صدقتَ عما أسألک:

کیفَ وجدتَ ما زلتَ عنہ؟ وکیف تجدُ ما صرتَ إلیہ؟ ألم تکُن من الأولِ في ظلّ ظلیلٍ، ونسیمِ علیلٍ، وریحٍ بلیلٍ، وھوائٍ غذيٍّ، ومائٍ رويٍّ، ومَھادٍ وطيٍّ، وکِنٍّ کَنِینٍ، ومکانٍ مَکینٍ، وحِصنٍ حصینٍ یَقیکَ المَتالِفَ، ویُؤمنک المَخاوِفَ، ویَکنفُک مِن نوائبِ الزمانِ، ویحفَظُک من طوارقِ الحدَثانِ؛ عَزِزتَ بہ بعد الذِّلَّةِ، وکَثُرتَ بعد القِلَّةِ، وارتفعْتَ بَعد الضَّعَةِ، وأیسرتَ بعد العُسرةِ، وأثریتَ بعد المَتربةِ، واتسعتَ بعد الضِّیقةِ، وظَفِرتَ بالولایاتِ، وخفقتْ فوقَک الرَّایاتُ، ووطِیءَ عَقِبَک الرجالُ، وتعلَّقتْ بک الآمالُ۔ وصِرتَ تُکاثِر ویُکاثَر بک، وتُشیرُ ویشارُ إلیک، ویُذکر علی المنابرِ اسمُک، وفي المَحاضِرِ ذکرُک۔ ففِیمَ الآن أنتَ من الأمرِ؟ وما العِوضُ عَمَّا عَدوتَ والخلفُ مِمَّا وصفتَ؟ وما استفدتَ حین أخرجتَ من الطاعة نفسَک، ونفضتَ منھا کَفَّک، وغمستَ في خلافھا یدَک؟ وما الذي أظلَّک بعد انحسارِ ظلّھا عنک؟ أظلٌّ ذو ثلاثِ شُعَبٍ لا ظلیلَ ولا یُغني من اللّھبِ؟! قل: نعم، کذلک۔ فھو - واللّٰہ - أکثفُ ظلالِک في العاجلة، وأروحھا في الآجلة؛ إن أقمتَ علی المحایدة والعُنُودِ، ووقفتَ علی المُشاقّةِ والجُحودِ.

تأمَّلْ حالَک وقد بلغتَ ھذا الفصلَ مِن کتابي فَسَتُنکرُھا، والمسْ جسدَک وانظُرْ ھل یُحِسُّ؟! واجسُس عرقَک ھل ینبُضُ؟! وَ فَتِشْ ما حَنا علَیک ھل تجِد فِي عَرضِھا قلبَک؟ وھل حَليَ بصدرک أن تظفَر بفوتٍ سریحٍ أو مَوتٍ مُریحٍ؟ ثم قِسْ غائبَ أمرِک بشاھدِہٖ، وآخرَ شأنِک بأوَّلِہ۔

4.4 صاحب متن کا تعارف

ابن العمید کا اصل نام محمد بن حسین ہے اور کنیت ابن العمید ہے، فارسی النسل تھا اور اس کی پیدایش ''قم'' کی تھی، فکری اعتبار سے شیعی امامی تھا۔ اس کا باپ چوں کہ خود ایک اچھا ادیب، انشا پرداز، خوش بیان مقرر اور خوش نویس قلم کار تھا اور گورنر بخاری نوح بن نصر سامانی کا سکریٹری تھا۔ اس لیے اس نے اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ رکھا اور اہلِ علم و ادب کے بیچ اس کی پرورش و پرداخت کی، انشا پردازی کی مشق کروائی اور ادب و فکر کی عمدہ تعلیم دی، حتیٰ کہ ابن العمید بہت جلد عربی انشا پردازی اور خطوط نویسی میں ماہر ہوگیا۔ اس کے علاوہ فلسفہ اور علم نجوم بھی حاصل کیے۔ ان خصوصیات اور علمی و ادبی خوبیوں کی وجہ سے ہی اسے ''استاذ''، ''الکاتب'' اور ''الجاحظ الثانی'' جیسے القاب وخطابات دیے گئے۔

4.4.1 عملی زندگی:

جب اس نے حصول علم و ادب سے فراغت حاصل کر لی اور اس کی ذہنی، علمی و فکری استعداد پختہ و مضبوط ہوگئی، تو اس نے بخارا کو خیر باد کہا اور بنو بویہ کی مملکت بلادِ رے میں آ گیا، وہاں اس نے اپنی لیاقت و قابلیت سے کئی بڑی سرکاری نوکریاں حاصل کیں اور ترقی کرتے کرتے وزارت کے عہدے تک پہنچ گیا اور 328ھ میں اسے رکن الدولہ ابوعلی حسن بن بویہ نے اپنا وزیر بنالیا۔ اس نے وزارت کے جملہ فرائض اور ذمے داریوں کو حسن و خوبی انجام دیا، امورِ مملکت کو اچھی طرح چلایا اور جود و سخاوت میں بنو برمک کے موروثی طریقے پر کاربند رہا۔ چوں کہ وہ خود صاحبِ علم و ادب تھا

،شعر کہتا بھی تھا اور شعر شناسی کے نہایت ستھرے ذوق کا مالک تھا؛ چنانچہ مختلف علاقوں کے شعرا و ادبا اس کے پاس پہنچتے، اپنا کلام سناتے اور انعامات و اکرامات سے سرفراز ہوتے تھے۔ متنبی جیسا عظیم شاعر بھی اس کی تعظیم کرتا اور اس کی شان میں قصیدہ خوانی کرتا تھا۔ ایک بار اس نے ابن العمید کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا تو اس نے خوش ہو کر اسے تین ہزار دینار سے نوازا۔

اس دور میں ابن العمید اور صاحب بن عباد وغیرہ ادبی تحریک کے روح رواں اور سرخیلوں میں تھے۔ فلسفہ اور علم نجوم میں تو ابن العمید کو مہارت حاصل ہی تھی، مگر ادب اور رسالہ نگاری میں اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ثعالبی نے لکھا ہے کہ: ''رسالہ نگاری عبدالحمید سے شروع ہوئی اور ابن العمید پر ختم ہوگئی، اسے اس فن میں مکمل سربراہی و سیادت حاصل تھی''۔ اس کے بہت سے شاگرد بھی ہوئے، جن میں صاحب بن عباد سب سے مشہور ہے، اسی کی صحبت کی وجہ سے صاحب کو ''صاحب'' کا خطاب ملا اور ابن العمید کو اسی کی شاگردی کی وجہ سے ''استاذ'' کہا جانے لگا۔ صاحب بن عباد نے ایک مرتبہ بغداد کا سفر کیا، جب واپس آیا تو اس سے ابن العمید نے پوچھا کہ بغداد کو کیسا پایا، تو اس نے کہا بغداد دنیا کے شہروں میں ایسا ہی ہے، جیسے میرے استاد دنیا بھر کے انسانوں میں۔ ابن مسکویہ نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''وہ اپنے زمانے میں سب سے بڑا انشا پرداز اور اسالیبِ انشا پر قادر انسان تھا، اسے لغت اور غریب الفاظ پر دسترس حاصل تھا، نحو و عروض میں کمال حاصل تھا، الفاظ کے مشتقات و استعارات اس کے ذہن میں محفوظ تھے، جاہلی و اسلامی شعرا کے بے شمار دیوان اسے حفظ تھے، قرآن کریم کا نہ صرف وہ حافظ تھا؛ بلکہ اس کے مشکل مقامات و متشابہات اسے ازبر تھے، مختلف مقامات کے فقہا کے مسالک کا عالم تھا اور خود بھی اعلیٰ درجے کا فقیہ تھا، منطق اور فلسفے میں تو کوئی اس کا ہمسر ہی نہیں تھا، ان موضوعات پر اس سے کسی کو بات کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی تھیں، یا تو لوگ اس سے استفادہ کرنے کے لیے بات کرتے تھے یا اس کے شاگرد ان موضوعات پر اس سے گفتگو کرتے تھے''۔ ابن مسکویہ نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ ابن العمید اس زمانے کے بعض نہایت مشکل علم و فن مثلاً طبیعیات، انجینئرنگ، میکانیکی علوم وغیرہ میں بھی ماہر تھا۔

4.4.2 نثر و رسالہ نگاری:

اس کی نثر جیسا کہ مذکورہ بالا خط سے واضح ہے، مسجع نثر ہے، وہ اپنی تحریر میں مترادف الفاظ کا بہ کثرت استعمال کرتا ہے، لفظوں کو برتنے میں اور تراکیب کے استعمال میں وہ ایک خاص قسم کی ہم آہنگی و موزونیت کو پیش نظر رکھتا ہے، حالاں کہ مسجع نثر عام طور پر مغلق اور پیچیدہ ہوتی، مگر اس کی نثر مسجع ہونے کے باوجود پیچیدہ نہیں ہے، واضح ہے اور خوب صورت بھی ہے۔ یہ اوصاف صرف اس کے خطوط کے نہیں ہیں، اس کی دوسری نثر میں بھی یہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

4.4.3 تالیفات:

اس کی کتابوں میں صرف ایک کتاب ''بناء المدن'' کا تذکرہ ملتا ہے، جس میں اس نے فنِ تعمیر کے نکات و اسرار سے بحث کی ہے، کہتے ہیں کہ اس کا اصلی نسخہ مخطوطہ کی شکل میں اسطنبول کے ایک کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ رسائل ابن العمید خاصے کی چیز ہے اور اس سے اس کی رسالہ نگاری و نثر نویسی کا عمدہ نمونہ سامنے آتا ہے۔

4.4.4 وفات:

ابن العمید اپنی تمام تر علمی و ادبی اور فکری وجاہت کے باوجود اپنے مخدوم رکن الدولہ کے تئیں نہایت مخلص تھا اور اس کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا، جب رکن الدولہ کا انتقال ہوگیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عضد الدولہ نے تخت سلطنت سنبھالا، تو ابن العمید کی وفاداری بھی اس کے بیٹے کی طرف منتقل ہوگئی۔ وہ فوج کی قیادت خود کرتا تھا اور عضد الدولہ کی حکومت کا دائرہ عراق و بغداد تک پہنچانے میں اس کا رول تھا۔ اخیر عمر میں بھی وہ علم و ادب

کی خدمت کے ساتھ سپہ سالاری سے دلچسپی رکھتا تھا، چنانچہ اس نے اپنی قیادت میں ایک لشکر تیار کیا اور صفر 360ھ میں کردی رہنما حسنویہ کی سرکوبی کے ارادے سے نکلا، مگر راستے ہی میں اس کی وفات ہوگئی۔ اس وقت اس کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی۔

4.5 متن کا ترجمہ

میں تمھیں یہ خط لکھ رہا ہوں، جبکہ میں تم سے پر امیدی و مایوسی اور تمھارا خیال کرنے اور تم سے اعراض کرنے کے مابین متذبذب ہوں؛ کیوں کہ تم اپنی گزشتہ عزت و حرمت پر اتراتے ہو اور سابقہ خدمت گزاری کے حوالے دیتے ہو، ان کا ادنیٰ سا حصہ بھی رعایت اور محافظت و عنایت کا تقاضا کرتا ہے، جبکہ ان کے ساتھ تم نے خیانت، فریب اور غبن کو ملا دیا ہے اور ان کے بعد تم نے نافرمانی و سرکشی کی ہے اور ان کا معمولی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ تمھاری ماضی کی تمام کارگزاریاں کالعدم ہو جائیں اور تمھارے ساتھ کی جانے والی ہر قسم کی رعایت ختم ہو جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ میں تمھارے متعلق کسی حتمی فیصلے تک پہنچنے میں شش و پنج کا شکار ہوں، تم پر رحم کھانے اور تمھارے خلاف اقدام کرنے میں تذبذب سے دوچار ہوں، ایک قدم تمھیں ختم کرنے کے لیے اٹھاتا ہوں، تو دوسرا قدم تمھیں باقی رکھنے کے لیے پیچھے ہٹا لیتا ہوں، ایک ہاتھ تمھیں مٹانے کے لیے اٹھاتا ہوں، تو دوسرا تمھیں بچانے اور اصلاح کے لیے کھینچ لیتا ہوں، میں ماضی کے تمھارے احسانات اور حسنِ برتاؤ کی وجہ سے تمھارے سلسلے میں اپنی ذمے داری سے توقف اختیار کرتا ہوں، اس امید کی وجہ سے تم اپنے اس رویے سے رجوع کر لوگے اور اس آرزو میں کہ تم اپنے موجودہ طریقۂ کار کو بدلوگے؛ کیوں کہ انسان کی عقل کبھی کبھی اس کا دامن چھوڑ دیتی ہے، پھر واپس آجاتی ہے، فہم و دانش کبھی غائب ہو جاتی اور پھر لوٹ آتی ہے، کبھی حزم و احتیاط ہاتھ سے نکل جاتا، پھر واپس آجاتا ہے، کبھی عزم و ارادہ فساد کا شکار ہو جاتا، پھر ٹھیک ہو جاتا ہے، کبھی انسان کی فکر اور رائے گم ہو جاتی اور پھر واپس آجاتی ہے، انسان کبھی نشے میں ہوتا ہے، پھر ہوش میں آجاتا ہے، پانی کبھی گدلا ہو جاتا، پھر صاف ہو جاتا ہے، ہر تنگی کے بعد کشادگی آتی ہے اور ہر تاریکی چھٹتی ہے۔

جس طرح تم نے ایسی بداطواری کا مظاہرہ کیا، جس کی تمھارے محسنوں کو قطعاً کوئی امید نہیں تھی، اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم ایسے اچھے برتاؤ کا مظاہرہ کرو، جس کی تمھارے دشمنوں کو توقع بھی نہ ہو، جس طرح تم پر غفلت طاری رہی اور اس کے زیر اثر تم نے غلط راستے کو اختیار کیا اور نامناسب طرزِ عمل اپنایا، کوئی عجب نہیں کہ اسی طرح تم اپنے کیے پر متنبہ ہو جاؤ اور اپنے طرزِ عمل کی قباحت اور اپنی پسند کی کراہت کو دیکھ سکو۔ اور میں اپنی اس روایت پر قائم رہوں گا کہ جو درست ہو، اسے باقی رکھا جائے اور جہاں تک ممکن ہو، اسے برقرار رکھا جائے، یہ دراصل تم سے خودشناسی کی امید اور تمھارے تئیں حسن ظن کی وجہ سے ہے، لہذا میں جس چیز کے بارے میں مختلف اسباب بیان کرتا ہوں اور ڈراتا دھمکاتا ہوں، اس کو تمھارے خلاف احتجاج اور تمھیں ڈھیل دینے کی وجہ سے پوری طرح ختم نہیں کر سکتا۔ پس اگر اللہ چاہے، تو تمھیں ہدایت دے گا، تمھیں تمھاری پرانی روش پر لوٹا دے گا اور تمھیں ٹھیک کر دے گا؛ کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر اور دعاؤں کو سننے والا ہے۔

تمھارا خیال ہے کہ تم اطاعت و فرماں برداری کے وسط میں چلنے کے بعد اب اس کے کنارے میں آگئے ہو، اگر واقعی تمھارا یہی حال ہے، تو تم اطاعت گزاری کے دونوں حالات سے واقف ہو گئے ہوگے اور ان کے نفع و نقصان کو جان گئے ہوگے؛ لہذا میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میں تم سے جو سوالات کروں، ان کا درست جواب دینا: جس حال میں تم پہلے تھے، وہ کیسا تھا؟ اور جس حال میں تم اب ہو، وہ کیسا ہے؟ کیا پہلی صورت میں تم گھنے سایے، ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں، تر و تازہ و غذا بخش آب و ہوا، سیراب کن پانی، آرام دہ بستر، محفوظ مسکن، مضبوط رہایش گاہ، مضبوط قلعہ میں نہیں تھے، جو تمھیں ہلاکتوں سے بچاتا، خوف اور اندیشوں سے محفوظ رکھتا، زمانے کی گردشوں سے حفاظت کرتا، اور حوادثِ دہر سے بچاتا تھا؟ تم نے اس کی وجہ سے ذلت کے بعد عزت، قلت کے بعد کثرت، زوال کے بعد عروج، تنگی کے بعد آسانی، فقیری کے بعد مالداری، تنگ حالی کے بعد کشادگی پائی، تمھیں

سرکاری نوکریاں ملیں، تمھارے سر پر جھنڈے لہرانے لگے، تمھارے پیچھے لوگ چلتے تھے، تم سے امیدیں باندھی جاتی تھیں، تم سے قوت وکثرت حاصل کی جاتی اور تم دوسروں کے ذریعے قوت وکثرت حاصل کرتے تھے، تمھاری طرف لوگ (عزت واحترام سے) اشارے کرتے اور تم (خوشی یا ناراضگی میں) لوگوں کی طرف اشارے کرتے تھے، منبروں پر تمھارے نام کا چرچا تھا، مجلسوں میں تمھارا ذکر ہوتا تھا۔ اب تم جو کچھ کررہے ہو، اسے کیسا محسوس کررہے ہو، جو تم نے چھوڑا، اس کا بدلہ کیسا ہے؟ اور فرماں برداری سے نافرمانی کی طرف آنے سے تمھیں کیا حاصل ہوا؟ اور جو تم نے اطاعت سے اپنی ہتھیلی کو جھاڑا اور اپنے ہاتھ کو اس کی مخالفت میں ڈبویا، اس سے کیا فائدہ ہوا؟ اس (اطاعت) کے سایے کے تنگ پڑنے کے بعد تمھیں کس چیز نے سایہ عطا کیا؟ کیا (جہنم کے) تین شاخوں والے سایے (دھوئیں) نے، جو نہ سایہ کرتا ہے اور نہ آگ کی تپش سے بچاتا ہے، کہو کیا تمھاری حالت ایسی ہی نہیں ہے؟

میرے خط کی اس فصل (مقام) پر پہنچ کر اپنی حالت پر غور کرو، یقیناً تم اپنی حالت سے نفرت کروگے، اپنے جسم کو چھو کر دیکھنا، کیا اس میں حس باقی ہے؟ اپنی رگوں پر ہاتھ پھیرنا، کیا ان میں حرکت باقی ہے؟ اپنے پہلو کو ٹٹولنا، کیا وہاں دل موجود ہے؟ کیا تمھارے دل کو اچھا لگے گا کہ تم جلد ہی ناکامی سے دوچار ہوجاؤ یا مرجاؤ؟ پھر تم اپنی موجودہ حالت کا سابقہ حالت سے تقابل اور آخری حالت کا پہلی حالت سے موازنہ کرو!

4.6 لغوی تحقیق

ترجّح	:	ہلنا، ہچکولے کھانا (ترجح، ترجحا: تفعل)
أقبل علی	:	متوجہ ہونا (أقبل، إقبالا: إفعال)
أدلّ	:	اِترانا (أدل، إدلالا: إفعال)
مال إلی	:	متوجہ ہونا (مال، میلا: ضرب)
مال علی	:	کسی سے نفرت کرنا، ناراض ہونا
اصطلم	:	برباد کرنا، ختم کرنا (اصطلم، اصطلاما: افتعال)
استبقی	:	باقی رکھنا، چھوڑ دینا (استبقی، استبقاءا: استفعال)
توقّف عن	:	رکنا (توقف، توقفا: تفعل)
کدر	:	گدلا ہونا (کدر، کدورۃ: سمع)
غمرۃ (ج) غمر و غمار	:	سختی، مصیبت، بھیڑ، کثرت، موت کے وقت کی تکلیف
صنیعۃ (ج) صنائع	:	بھلائی، نیکی، سلوک، احسان
نوائب (و) نائبۃ	:	مصیبت، حادثہ
غلول	:	دھوکہ دینا، فریب کرنا، خیانت کرنا (غل، غلولا: نصر)
مماطلۃ	:	ٹال مٹول کرنا، ڈھیل دینا (ماطل، مماطلۃ: مفاعلۃ)
مطاولۃ	:	مہلت دینا، طول دینا (طاول، مطاولۃ: مفاعلۃ)

كن كنين	:	مضبوط رہایش گاہ/مکان/عمارت
خفقت الرأية	:	جھنڈا لہرانا
نبض	:	حرکت کرنا، دھڑکنا (نبض، نبضا: نصر)
رادف	:	ساتھ چلنا (رادف، مرادفة: مفاعلة)

4.7 ادبی صنف کا تعارف

رسائل نگاری بھی ایک ادبی صنف ہے جس کو عصر عباسی میں بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا، رسائل اور خطوط نگاری میں علم وادب کے مختلف موضوعات کے علاوہ مکتوب نگار اور مکتوب لیہ کے بارے میں اساسی اور اہم معلومات شامل ہوتی ہیں، ان کے اوصاف حمیدہ، افتادِ طبع، اسلوب فکر، طرزِ نگارش، علمی وادبی دلچسپیاں اور خاص مباحث وغیرہ کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے، ان مکتوبات میں رسائل دیوانی حکومتی خطوط و رسائل اور عوامی رسائل اور علمی مباحث اور نکات پر بحث و مباحثہ اور نقاش شامل ہوتا ہے، مکتوبات فی البدیہہ، برجستہ، بے ساختہ، برمحل اور اپنے دل میں چھپے احساسات بہ الفاظِ دیگر دل کی باتیں لکھی جانی والی تحریر ہوتی ہے، خطوط نگاری کو "دلی خیالات وجذبات کا روزنامچہ اور اسرار حیات کا صحیفہ" بھی کہا جاتا ہے، اس طرح عربی ادباء کے رسائل وخطوط عربی ادب کے اعلی نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے، جنہوں نے عربی ادب کے فروغ میں بڑا کردار ادا کیا ہے، یہ صنف ادب بھی لوگوں کی توجہ کی باعث رہی ہے۔ ابتداء میں یہ خطوط اور رسائل نجی ہوتے تھے، اخوانی اور دیوانی بھی، اس خطوط میں نجی معاملات کا تذکرہ بھی ملتا ہے، دیگر علمی موضوعات کو بھی یہ حاوی ہوتے، تاریخی مواد اور معلومات کا بھی گنجینہ اور سرمایہ ہوتے، اس دور کے اہم رسائل نگاروں میں ابن العمید اور صاحب عباد کی رسائل نگاری ہے۔

4.7.1 صنف کی ہیئت وصورت

عباسی دور کے اوائل میں انشاء پردازی اور رسائل نگاری کا طرز وانداز عبدالحمید کے اسلوب پر ہی برقرار رہی، خصوصا رسائل نگاری کا فن اپنے بلوغ اور کمال کو پہنچا جس میں اختصار کو مدنظر رکھا جاتا اور مبالغہ اور عبات کی تزئین وترتیب میں میانہ روی کا لحاظ رکھا، جعفر بن یحی تو رسائل نگاری میں اختصار کو اتنا پسند کرتا تھا کہ وہ کہتا تھا کہ 'اگر تم اپنے تمام خطوط کو توقیعات کی طرز پر لکھ سکو تو ایسے ہی لکھو'' جب عربوں میں خوشحالی کا دور دورہ ہوا اور ان کا ایرانیوں کے ساتھ میل ملاپ بڑھا تو وہ خوش نویسی میں تکلف اور طوالت اختیار کرنے لگے، زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی اس میں ترقی کرتے رہے، حتی کہ انہوں نے قدیم اسالیب کو ترک کر دیا اور ایک مطلب بیان کرنے کے لئے لگاتار کئی جملے لکھنے لگے، ان کا خیال تھا کہ تکرار سے معنی ومطلب زیادہ واضح ہوجاتا ہے اور مفہوم جلد ذہن نشیں ہوجاتا ہے؛ ابن العمید کی رسائل نگاری کا طرز وانداز بھی اس طوالت کا حامل ہے بیچ میں چھوٹے چھوٹے مسجع جملے، تجنیس (ہم شکل وہم جنس الفاظ) تاریخ اور دیگر علوم کے لطائق کی آمیزش، نفس مضمون کی عمدگی اور سلامتی کے ساتھ ساتھ تشبیہ وتخیل میں وسعت پیدا ہوئی۔ ابن العمید انشاء پردازی اور خطوط نویسی کے تمام اقسام میں اس قدر سبقت لے گیا تھا کہ لوگ کہتے "انشاء پردازی عبدالحمید سے شروع اور ابن العمید پر ختم ہوگئی"، جس کا نمونہ اس کا یہ رسالہ ہے، جس میں اس نے بلکا کو رکن الدولہ کی حکم عدولی پر تنبیہ کرتے ہوئے یہ خط لکھا، جو علم وادب کا خزینہ، الفاظ وتراکیب کا اور معانی اور اسالیب، تعبیرات ادائیگی اور عربی لب ولہجہ کا شاہکار اور شہہ پارہ ہے۔

4.8 متن سبق کا موضوع

اس خط میں ابن العمید نے ابن بلکان نامی سرکاری اہلکار کی سرکشی ونافرمانی پر اس کی تنبیہ کی ہے اور اسے بادشاہ کے پرانے احسانات یاد دلاتے ہوئے اپنے اس رویے سے توبہ کرنے کی تلقین کی ہے۔ ابن العمید اس شخص کی پرانی وفاداری کا قائل بھی ہے، مگر ساتھ ہی اس کی سرکشی سے نالاں بھی؛ چنانچہ خط میں اس نے واضح طور پر اس شخص کو لکھا ہے کہ تمھاری پہلے والی حالت کا تقاضا ہے کہ میں تمھیں معاف کردوں، مگر تمھاری موجودہ سرکشی اورنافرمانی اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ میں تمھیں سزا دوں، میں سخت کش مکش میں ہوں اور سمجھ نہیں آرہا کہ تمھارے ساتھ کیا کیا جائے۔ ابن العمید کو چوں کہ امید ہے کہ وہ شخص اپنے رویے سے تائب ہوکر پھر سے بادشاہ کا وفادار بن جائے گا؛ اس لیے وہ اسے اپنے مخصوص انداز میں ان تمام آسائشوں اورراحت وآرام کی یاد دلاتا ہے، جو اسے پہلے حاصل تھے، پھر اسے کہتا ہے کہ اب تم خود ہی غور کرو کہ تمھاری پہلے والی حالت بہتر تھی یا موجودہ حالت بہتر ہے؟ پہلے تم عیش کی زندگی گزارتے تھے، اب تمھیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، حتی کہ تمھاری حالت ایسی ہوچکی ہے کہ یا تو تمھارے سامنے ہولناک ناکامی وبے چارگی ہے یا پھر موت، اگر تم نے اپنی نافرمانی وسرکشی سے توبہ نہیں کیا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کو تمھیں اختیار کرنا پڑے گا، جبکہ اگر تم پھر سے بادشاہ کے وفادار ہوجاؤ، تو پہلے جیسی نعمتیں تمھیں پھر حاصل ہوسکتی ہیں۔

4.9 متن کی توضیح وتشریح

ا۔ جب وزیر ابن بلکا نے رکن الدولہ کی حکم عدولی کی تو ابن العمید اس کی جانب سے ابن بلکا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ خط لکھا جس میں اس اس نے اس کی سابقہ خدمات، موجودہ ناامیدی اور امید ویاس کی مابین حالت کا تذکرہ کرتم ہوئے کہا کہ تمہاری سابقہ خدمات توتمہیں انعام کا مستحق بناتے ہیں، موجودہ حالت تمہاری جس میں خیانت اور دھوکہ دہی ملی ہوئی، اس معمولی سی بھی انحراف کا تقاضا یہ ہیکہ تمہاری خدمات کو ضائع کردیا جائے اور تمام رعایتیں ختم کردی جائیں، انہیں احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہم۔

لا جَرَم أني وقفتُ بَين مَيلٍ إليک ومَيلٍ علَيک، أُقدِمُ رِجلا لِصَدمِک، وأؤَخِرُ أخرى عن قَصدِک، وأبسُطُ يدًا لاصطِلامکَ، وأَثنِي ثانِيةً لاستِبقائِک واستِصلَاحِک، وأَتَوَقَّفُ عَن امتِثالِ بَعضِ المَأمُورِ فِيکَ ضَنًّا بالنِّعمةِ عِندَکَ، وَمُنافَسةً فِي الصَّنِيعةِ لَدَيک، وتأمِيلاً لفَيئَتِک وانصرافِک، ورجاءً لمُراجعتِک وانعطافِک، فقد يعزُبُ العقلُ ثم يؤُوبُ، ويغرُبُ اللُّبُّ ثم يَثُوبُ، وَيذهبُ الحَزمُ ثم يعُودُ، وَيفسُدُ العَزمُ ثم يَصلُحُ، وَيُضاعُ الرَّأيُ ثم يُستَدرَکُ، ويَسکُرُ المَرءُ ثم يَصحُوْ، وَيَکدَرُ الماءُ ثم يَصفُو. وکلُّ ضِيقةٍإلیٰ رَخاءٍ، وَکل غَمرةٍفإلی انجلاءٍ.

حقیقت یہ ہے کہ میں تمھارے متعلق کسی حتمی فیصلے تک پہنچنے میں شش وپنج کا شکار ہوں، تم پر رحم کھانے اور تمھارے خلاف اقدام کرنے میں تذبذب سے دوچار ہوں، ایک قدم تمھیں ختم کرنے کے لیے اٹھاتا ہوں، تو دوسرا قدم تمھیں باقی رکھنے کے لیے پیچھے ہٹالیتا ہوں، ایک ہاتھ تمھیں مٹانے کے لیے اٹھاتا ہوں، تو دوسرا تمھیں بچانے اور اصلاح کے لیے کھینچ لیتا ہوں، میں ماضی کے تمھارے احسانات اورحسن برتاؤ کی وجہ سے تمھارے سلسلے میں اپنی ذمے داری سے توقف اختیار کرتا ہوں، اس امید کی وجہ سے تم اپنے اس رویے سے رجوع کرلوگے اوراس آرزو میں کہ تم اپنے موجودہ طریقۂ کار کو بدلوگے؛ کیوں کہ انسان کی عقل کبھی کبھی اس کا دامن چھوڑ دیتی ہے، پھر واپس آجاتی ہے، فہم ودانش کبھی غائب ہوجاتی اور پھر لوٹ آتی ہے، کبھی حزم واحتیاط ہاتھ سے نکل جاتا، پھر واپس آجاتا ہے، کبھی عزم وارادہ فساد کا شکار ہوجاتا، پھر ٹھیک ہوجاتا ہے، کبھی انسان کی فکر اور رائے گم ہوجاتی اور پھر واپس آجاتی ہے، انسان کبھی نشے میں ہوتا ہے، پھر ہوش میں آجاتا ہے، پانی کبھی گدلا ہوجاتا، پھر صاف ہوجاتا ہے، ہر تنگی کے بعد کشادگی آتی ہے اور ہر تاریکی

چھٹتی ہے۔

مال لی: متوجہ ہونا (مال، میلا: ضرب)، مال علی: کسی سے نفرت کرنا، ناراض ہونا، اصطلم: برباد کرنا، ختم کرنا (اصطلم، اصطلاما: افتعال، اجتیاح: ختم کرنا، (اجتاح، اجتیاح، افتعال) انعطاف: مڑنا، پھرنا، (انعطف انعطاف، انفعال) آب یؤوب: لوٹنا، (ن) ثاب یثوث ثوبا: لوٹنا (ن) صحا یصحو صحوا (ن): بیدار ہونا، استبقی: باقی رکھنا، چھوڑ دینا (استبقی، استبقا: استفعال) توقف عن: رکنا (توقف، توقفا: تفعل) کدر: گدلا ہونا (کدر، کدور: سمع) غمر (ج) غمر و غمار۔

۲۔ اس کے بعد ابن العمید ابن بلکا کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تمہارا کیا خیال ہے تم اطاعت کے وسط میں چلنے کے بعد ان کنارے پر آ گئے ہو، اگر واقعتا تمہارا یہی حال ہے تم اطاعت گزاری کے دونوں حالات سے واقف ہو گئے، اور اس کے نفع ونقصان کو جان گئے، تو میں تجھے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میں جو آپ سے سوال کروں گا آپ مجھے اس کا صحیح جواب دیں گے۔

كيفَ وجدتَ ما زلتَ عنه؟ وكيف تجدُ ما صرتَ إليه؟ ألم تكُن من الأولِ في ظلِّ ظليلٍ، ونسيمٍ عليلٍ، وريحٍ بليلٍ، وهواءٍ غذيٍّ، وماءٍ رويٍّ، ومَهادٍ وطيٍّ، وكِنٍّ كَنينٍ، ومكانٍ مَكينٍ، وحِصنٍ حصينٍ يَقيكَ المَتالِفَ، ويؤمنكَ المَخاوِفَ، ويَكنفُكَ مِن نوائبِ الزمانِ، ويحفَظُكَ من طوارقِ الحدَثانِ؛ عُزِّزتَ به بعد الذِّلَّةِ، وكَثُرتَ بعد القِلَّةِ، وارتفَعتَ بَعدَ الضَّعَةِ، وأيسرتَ بعد العُسرةِ، وأثريتَ بعد المَتربةِ، واتسعتَ بعد الضِيقةِ، وظفِرتَ بالولاياتِ، وخفقتْ فوقَكَ الرَّاياتُ، ووطِيء عَقِبكَ الرجالُ، وتعلَّقتْ بكَ الآمالُ. وصِرتَ تُكاثِرُ ويُكاثَرُ بكَ، وتُشيرُ ويشارُ إليكَ، ويُذكَرُ على المنابرِ اسمُكَ، وفي المَحاضِرِ ذِكرُكَ.

جس حال میں تم پہلے تھے، وہ کیسا تھا؟ اور جس حال میں تم اب ہو، وہ کیسا ہے؟ کیا پہلی صورت میں تم گھنے سایے، ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں، تروتازہ وغذا بخش آب وہوا، سیراب کن پانی، آرام دہ بستر، محفوظ مسکن، مضبوط رہائش گاہ، مضبوط قلعہ میں نہیں تھے، جو تمھیں ہلاکتوں سے بچاتا، خوف اور اندیشوں سے محفوظ رکھتا، زمانے کی گردشوں سے حفاظت کرتا، اور حوادثِ دہر سے بچاتا تھا؟ تم نے اس کی وجہ سے ذلت کے بعد عزت، قلت کے بعد کثرت، زوال کے بعد عروج، تنگی کے بعد آسانی، فقیری کے بعد مال داری، تنگ حالی کے بعد کشادگی پائی، تمھیں سرکاری نوکریاں ملیں، تمھارے سر پر جھنڈے لہرانے لگے، تمھارے پیچھے لوگ چلتے تھے، تم سے امیدیں باندھی جاتی تھیں، تم سے قوت وکثرت حاصل کی جاتی اور تم دوسروں کے ذریعے قوت وکثرت حاصل کرتے تھے، تمھاری طرف لوگ (عزت واحترام سے) اشارے کرتے اور تم (خوشی یا ناراضگی میں) لوگوں کی طرف اشارے کرتے تھے، منبروں پر تمھارے نام کا چرچا تھا، مجلسوں میں تمھارا ذکر ہوتا تھا۔

ظل یظل (ض): سایہ دار ہونا، ظلال: سایہ، بلیل: کچا، تر (بل یبل بلا، (ن)، العذی: خالص، روی: آسودہ کرنا (روی یروی ترویۃ: تفعیل) حصن (ک): پاکیزہ ہونا، کنف یکنف (ض) بچانا، محفوظ رکھنا، نوائب، و نائبۃ: مصیبت، طوارق (و) طارق: رات میں آنے والا، (ن)، عزّز: عزت حاصل کرنا (عز یعز ن) کثر (ن): زیادہ ہونا، ارتفع: اٹھنا (ارتفع یرتفع ارتفاعا)، ایسر: آسان ہونا (ن) أثریت: مالدار ہونا (اثری یثری اثراءا، افعال) تعلقت: باندھنا، لٹکنا، (تعلق، یتعلق، تعلقا، تفعل) تکاثر: زیادہ ہونا، (تکاثر، یتکاثر، تکاثر تفاعل) کن کنین: مضبوط رہائش گاہ/مکان/عمارت خفقت الرأیۃ: جھنڈا لہرانا

4.10 متن کی خصوصیات

ا۔ یہ رسالہ اور خط ابن العمید نے ابن بلکا کو جو رکن الدولہ کا وزیر معتمد اور خاصان خاص اشخاص میں سے تھا، رکن الدولہ کی جانب سے اس کی روگردانی، انحراف، اطاعت شعاری اور وفاداری کو ترک کر علم بغاوت بلند کرنے پر لکھا ہے، جس میں ابن الدولہ نے اپنے اسلوب نگارش میں

پہلے ابن بلکا اور رکن الدولہ مضبوط، استوار اور پائیدار تعلقات کا ذکر کیا ہے، پھر اس کو اس کے ان دنوں کی یاد دہانی کراتا ہے جس کو اس انہوں نے ایک ساتھ گذارا ہے، یہ تمام گذشتہ تعلقات اور احوال کا تذکرہ ابن العمید نے ابن بلکا کو دوبارہ پرانی روش اور دوستی پر عود کرنے کے لئے لکھا ہے، دوری، کنارہ کشی، انحراف سے پرہیز کی دعوت دی ہے، یعنی ابن العمید ابن بلکا کے سامنے دو مناظر اور مشاہد رکھتا ہے، ایک وہ تمہارا شانداری ماضی ہے اور دوسرا تمہارا تاریک مستقبل ہے، اور اس کو تقابل کی دعوت دیتا ہے کہ تمہارا وہ شاندار ماضی بہتر تھا؟ یا تمہارا یہ تاریک مستقبل تمہیں اچھا نظر آتا ہے۔

۲۔ پھر اس کو اس کی ماضی کی بلندی، رفعت، مقام و مرتبت، اس کی رکن الدولہ کے مصاحبت و مرافقت، اس کے دور بام عروج وشہرت کو یاد دلاتا ہے، پھر اسی درمیان ابن العمید اس سے سوال کرتا ہے، یہ خروج اور بغاوت کا سبب کیا ہے؟ بلکہ ابن ملکا دوبارہ عود کرنے آنے اور اپنی غلطی اور خطا سے رجوع کرنے کی دعوت دیتا ہے کہتا ہے: عقل کبھی چلی جاتی ہے پھر عود کر آتی ہے، دانش مندی کبھی غائب ہوجاتی پھر واپس آجاتی ہے، کبھی عزائم اور ارادے فساد اور بگاڑ کا شکار ہوجاتے پھر راہ راست اور درستگی کو بھی اختیار کر لیتے ہیں، اس طرح وہ اس کو اطاعت شعاری اور وفاداری اور بادشاہ کی حرمت اور عزت میں آنے کی دعوت دیتا ہے، اور اصلاح حال کے لئے بلاتا ہے د

۳۔ اس مکالمانہ گفتلو سے یہ پتہ چلتا ہے بیان اور کلام کی عمدگی اور درستگی اور اس کے ذریعے مخاطب کے ذہن ودماغ کو براہ راست مخاطب کرنا یہ انسان پر تلوار کی وار سے زیادہ اثر کن ہوتا ہے، ابن العمید اپنے اس رسالہ میں مخاطب کے نفسیات کو مہمیز دیا ہے، اس کے احساسات اور خیالات کو جگایا ہے، اس کی سابقہ خوبیوں کو گناہ اس کے موجودہ روش اکے درمیان موازنہ کر کے پچھلے اور موجودہ احوال کے درمیان توازن کر کے اس کو بادشاہ کے حضور میں اس کا اطاعت شعار بن کر آنے اور باعزت زندگی گذارنے کا حکم کرتا ہے۔

4.11 اسلوبی خصوصیات

ا۔ یہ رسالہ رسائل دیوانیہ سے تعلق رکھتا ہے، یہ ایک نامہ اور خط ہے جس میں ابن العمید ابن بلکا کو، انحراف، بے وفائی، روگردانی سے رکن الدولہ کی اطاعت شعاری، وفاداری کی طرف دعوت دے رہا ہے، اس کو اس نے ایک بہترین تمہید کے ساتھ شروع کیا ہے، جس میں گفتگو اور مکالمہ کا انداز ہے، اس رسالہ کا انداز تحریر، طرز نگارس، اسلوب اس قدر مضبوط ہے کہ یہ ابن العماد کی اسلوب ادب کی علوشان کا تاج اور ہیرا معلوم ہوتا ہے، اس میں اس نے "طباق" کا بکثرت استعمال کیا ہے، جس سے تحریر کی بندش نہایت مضبوط تر نظر آتی ہے مثلا کہتا ہے: "**بیع طمع فیک، ویأس منک**" اور کہتا ہے "**میل لیک**"، "**میل علیک**"، "**تأمیلا لفیأتک وانصرافک**" اور "**رجاء لمراجعتک وانعطافک**"

۲۔ ابن العمید نے معنی کے اعتبار سے طباق کا بکثرت استعمال کیا ہے، یعنی ایک ہی لفظ کا ایک ایجابی پہلو ہے اور دوسری منفی پہلو، ایجابی پہلو کو منفی پر مقدم رکھا ہے، یہ ایسا نہایت رقت انگیز پراثر اسلوب ہے جو مخاطب کے دل کو منہ لیتا ہم، کہتا ہے: "**بین طمع فیک**" یہ ایجابی جملہ ہے، "**ویأس منک**" یہ سلبی اور منفی جملہ ہے۔

۳۔ ابن العمید کے اس رسالہ اور خط کا نہج نہایت اونچا اور بلند تر ہے، اس نے موزون عبارات کو اس طرح استعمال کیا ہے جیسے ان میں سے ہر ایک ترازو میں تول کر یہاں فٹ کر دیا ہے، ساری عبارتیں طول اور قصر میں مساوی اور ہم آہنگ ہیں، ان کی صرفی اعتبار سے وزنی جہت باقی و برقرار ہے، جیسے استعمال کرتا ہے "**قبال واعراض**" **افعال** کے وزن پر اور "**سابق، سالف**" **فاعل** کے وزن پر "**استبقاء، استصلاح**" **استفعال** کے وزن پر، "**انصراف، انعطاف**" **انفعال** کے وزن پر، اسی طرح سجع اور قافیہ بندی کا لحاظ بھی اس نے اپنی دوسری تحریروں کے مثل یہاں

بھی کیا ہے، اس کی وجہ سے کلام قاری کی نفسیات پر اثر پذیر ہوتا ہے، خاص طور سے یہاں پر فواصل قرآنیہ کا استعمال قابل دیدنی ہے "ظل ظليل"، "نسيم عليل"، "وريح بليل"، "هواء عذى"، "ماء روى"، "ومهاد وطى" ان جملوں میں صوتی ہم آہنگی اور بنا کی تکلف اور تصنع کے موسیقی نظر آتی ہے، یہ لحنی ہم آہنگی، رنگی برنگی نوعیت کی وجہ سے یہ جملہ فن ادب کا ایک شاہکار ٹکڑا نظر آتا ہے۔

۴۔ اور ایک چیز جو ابن العمید کے اس رسالہ نگاری کی اہمیت وافادیت کے لئے پیمانہ بنتی ہے، اس کی عربی زبان سے کمال واقفیت ہے، یہ جانتا ہے کہاں فعل ماضی کا استعمال ہو اور کہاں فعل مضارع استعمال کیا جائے، دیکھئے وہ گفتگو کے پیرایہ اور انداز کو کیسے بدل دیتا ہے، کہتا ہے: "وأنا مترجح بين طمع فيك" پھر ماضی کے صیغے استعمال کرتا ہے، کہتا ہے: "وتمت بسالف خدمة" پھر نہایت اچھوتے انداز میں مضارع کا استعمال کرتا ہے کہتا ہے: "وأثنى ثانية لاستباقك واستصلاحك" اس کے علاوہ حروف جر کا خوبصورت سجع بندی اور طباق کی صورت میں استعمال کرتا ہے "طمع فيك، يأس منك، قبال عليك، عراض عنك"۔

۵۔ پورے رسالہ میں طباق کا بکثرت استعمال، جس نے اس رسالہ کی اہمیت کو دوگنا کر دیا ہے، کبھی وہ دو فعل میں اور کبھی دو اسم میں طباق پیدا کرتا ہے، بلکہ حروف جر میں بھی، جس کی وجہ سے کلام کے حسن وجمال میں نکھار آجاتا ہے اس نے محسنات بدیع میں سے "جناس" کا بھی بکثرت استعمال کیا ہے، "جناس اشتقاق" کا استعمال ہوا ہے، اس خط کے پانچویں فقرہ میں یہ نمایاں اور جلی ہو کر نظر آتا ہے، یہ کہتا ہے: "وصرت تكاثر ويكاثر بك، وتشير ويشار ليك" یہ محسنات لفظیہ سے تعلق رکھنے والے امور ہیں۔

٦۔ رسالہ میں محسنات بدیع کے جو نمونے اور نظر آتے ہیں جن میں "ترصیع" بھی شامل ہے، یعنی الفاظ میں بھی توازن ہو اور اعجاز میں بھی توافق ہو جیسے "يغرب العقل ثم يؤوب، ويغزب اللب ثم يثوب" اور "على المنابر اسمك، وفي المحاضر ذكرك" یہ محسنات لفظیہ سے تعلق رکھنے والے امور ہیں۔

4.13 خلاصہ

یہ رسالہ آل بویہ کے بادشاہ رکن الدولہ کے وزیر اور معروف رسالہ نگار، انشاپرداز وادیب ابن العمید کا ایک سرکاری اہل کار ابن بلکان کے نام خط ہے۔ اس نے کسی وجہ سے بادشاہ کے خلاف سرکشی کی اور اس کی اطاعت سے انکار کر دیا تھا، ابن العمید نے یہ خط لکھ کر اس کی تنبیہ کی اور اسے بادشاہ کی عنایتیں، افضال وانعامات یاد دلائے اور اسے اپنی حالت پر غور کر کے دوبارہ بادشاہ کی اطاعت قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔

وہ ابن بلکان کو لکھتا ہے کہ ایک طرف ماضی میں تمھاری حد درجہ اطاعت شعاری ووفاداری کا منظر میرے سامنے ہے اور دوسری طرف تمھاری موجودہ سرکشی وبغاوت ہے، ایک کا تقاضا ہے کہ میں تمھیں معاف کردوں اور سدھرنے کا موقع دوں، جبکہ دوسری کا تقاضا ہے کہ تمھیں سخت سزا دی جائے، میں عجیب کش مکش میں ہوں، میں تمھیں سزا دینے کا ارادہ کرتا ہوں، تو تمھاری پرانی اچھی عادتیں یاد آجاتی ہیں، میں تمھیں نوکری سے نکالنا چاہتا ہوں، تو تمھاری پچھلی وفاداریاں سامنے آجاتی ہیں، میں تمھیں برباد کرنے کا سوچتا ہوں، مگر پھر یہ امید جاگ اٹھتی ہے کہ تم اپنی عادت ٹھیک کرلوگے اور سرکشی وبغاوت سے باز آجاؤگے۔ میرے ذہن میں یہ بات آجاتی ہے کہ انسان کبھی کبھی، بعض حالات کے زیر اثر عقل وشعور کا دامن چھوڑ دیتا ہے، مگر پھر کچھ دیر یا کچھ دنوں کے بعد اسے ہوش آجاتا ہے اور وہ اپنے پچھلے غلط کاموں سے توبہ کرلیتا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ پانی، جو کبھی گندگی کی وجہ سے گدلا ہو جاتا ہے، وہ جب اس کی گندگی کو دور کر دیا جائے، تو صاف شفاف ہو جاتا ہے یا جیسے کہ تنگ حالی، کہ انسان اپنی محنت ومشقت سے اسے خوشحالی وکشادگی میں بدل دیتا ہے یا جیسے تاریکی، کہ اس کے بعد روشنی ضرور آتی ہے۔

ابن العمید اسے نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے امید ہے کہ جس طرح تم نے اپنی نافرمانی وسرکشی سے اپنے محسنوں کے دلوں کو تکلیف پہنچائی

جس کی انھیں امید بھی نہیں تھی، بالکل اسی طرح تم ان کی احسان شناسی کا ثبوت دے کر اپنے دشمنوں کو حیرت میں ڈال دو گے، جو نہیں چاہتے کہ تم بادشاہ کے قریب رہو اور اس کے الطاف وعنایات سے لطف اندوز ہو۔ مجھے امید ہے کہ تمھیں جلد ہی اپنے رویے پر شرمندگی ہوگی اور تم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ تم نے جو راستہ اختیار کیا ہے، وہ غلط ہے، برا ہے اور نقصان دہ ہے۔ میں تو تمھیں ڈھیل دینا چاہتا ہوں، میں تم سے ناراض بھی ہوں، مگر تمھارے اندر جو خوبی دیکھ چکا ہوں، اس کی وجہ سے پر امید بھی ہوں کہ تم اپنے رویے میں تبدیلی لاؤ گے۔ اب یہ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ تمھیں سیدھی راہ دکھائے؛ کیوں کہ دلوں کو بدلنے کی قوت اور اختیار تو اسی کے پاس ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

اس کے بعد ابن العمید اُس شخص کو اس کی موجودہ حالت اور ماقبل کی حالت پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور اپنے دلچسپ اسلوب میں اس کے دونوں احوال کو ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تمھارا خیال ہے کہ پہلے تم اطاعت وفرماں برداری کے وسط میں تھے اور اب اس کے کنارے میں ہو، یعنی پہلے تم مطیع تھے، اب باغی ہو اور دونوں حالتوں کا تجربہ کر چکے ہو، تو اب تم بتاؤ کہ جس حال میں تم پہلے تھے، وہ کیسا تھا اور جس حال میں تم اب ہو، وہ کیسا ہے؟ پہلے تم نہایت پر تکلف زندگی گزار رہے تھے، خوب صورت مکان، خوب صورت رہایش اور کھانے پینے کی آسایشیں میسر تھیں، کسی قسم کا خوف نہیں تھا، تم ایک باعزت انسان تھے، صاحبِ ثروت انسان تھے، تمھارے پاس سرکاری عہدہ تھا، تمھارے سر پر سرکاری جھنڈے لہراتے تھے، تم جدھر سے گزرتے، تمھارے ساتھ انسانوں کی ایک فوج ہوتی تھی، لوگ تنہائیوں میں اور مجلسوں میں تمھارا ذکر کرتے تھے، منبروں پر تمھارا نام لیا جاتا تھا، تم جس طرف سے گزرتے، لوگ عزت واحترام سے تمھاری طرف اشارے کرتے تھے اور تمھارے ایک اشارے سے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ مگر اب جبکہ تمھاری حالت بدل گئی ہے، تو تم کچھ بھی نہیں ہو، تم نے بادشاہ سلامت کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو ایسے سایے کے پناہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے، جو حقیقت میں سایہ نہیں دھواں ہے، جس کے نیچے آرام تو نہیں مل سکتا، البتہ آگ کی لپٹوں سے جھلنے کا اندیشہ ضرور ہے؛ لہذا تمھیں اپنی اس حالت پر غور وفکر کرنا چاہیے، ذرا تم گہرائی سے سوچو اور اپنے گریبان میں جھانکو، پھر اپنے جسم کو چھو کر دیکھو، ایسا لگے گا کہ تمھارے اندر قوتِ حس ہی نہیں رہی، تمھاری رگیں تھم گئی ہیں، تمھارا دل سینے سے نکل گیا ہے اور تمھیں کچھ سمجھ نہیں آئے گا کہ تم اپنے سامنے کھڑی ناکامی کو برداشت کر سکو گے یا یہ چاہو گے کہ تمھیں موت آجائے اور چھٹکارا مل جائے، تمھیں حاضر کا ماضی سے تقابل کرنا چاہیے اور آخری حالت کا پہلی حالت سے موازنہ کرنا چاہیے۔ اس خط کے مضمون میں چوں کہ مکتوب نگار نے مکتوب الیہ کی ایسی تنبیہ کی ہے کہ اگر وہ حساس اور باشعور انسان ہوگا، تو ضرور اپنے کیے پر پچھتائے گا اور سابقہ غلطیوں سے توبہ کرے گا؛ اسی لیے اس خط کو ''کتاب ینوب عن الکتائب'' کے عنوان سے جانا جاتا ہے، یعنی ایسا خط، جو مخاطب پر اثر کرنے کے اعتبار سے کئی فوجی دستوں کے قائم مقام ہے۔ ابن العمید کا یہ خط اس کی عمدہ ترین نثر نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے اور تب سے اب تک تاریخِ ادب کا شاہکار ہے۔

4.13 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔ درج ذیل عبارت پر اعراب لگائیے، اوراس کا ترجمہ کیجئے؟

لا جرم أني وقفت بين ميل إليک وميل عليک، أقدم رجلا لصدمک، وأؤخر أخرى عن قصدک، وأبسط يدًا لاصطلامک، وأثني ثانية لاستبقائک واستصلاحک، وأتوقف عن امتثال بعض المأمور فيک ضنًّا بالنعمة عندک، ومنافسة في الصنيعة لديک، وتأميلاً لفيئتک وانصرافک، ورجاءً لمراجعتک وانعطافک، فقد يعزب العقل ثم يؤوب، ويغرب اللب ثم يثوب، ويذهب الحزم ثم يعود، ويفسد العزم ثم يصلح، ويضاع الرأيُ ثم يُستدرک، ويسكر المرء ثم يصحو، ويكدر الماء ثم يصفو. وكلُّ ضيقة إلى رخاء، وكل غمرة فإلى انجلاء .

۲۔ درج ذیل عبارت کا بحوالہ متن تشریح وتوضیح کیجئے؟

كيف وجدتَ ما زلتَ عنه؟ وكيف تجد ما صرتَ إليه؟ ألم تكن من الأول في ظل ظليل، ونسيم عليل، وريح بليل، وهواء غذي، وماء روي، ومهاد وطي، وكن كنين، ومكان مكين، وحصن حصين يقيک المتالفَ، ويؤمنک المخاوفَ، ويكنفک من نوائبِ الزمان، ويحفظک من طوارقِ الحدَثان؛ عززتَ به بعد الذلة، وكثرتَ بعد القلة، وارتفعتَ بعد الضعَة، وأيسرتَ بعد العُسرةِ، وأثريتَ بعد المتربة، واتسعتَ بعد الضيقة، وظفرتَ بالولايات، وخفقتْ فوقک الراياتُ، ووطىء عَقِبک الرجالُ، وتعلقتْ بک الآمالُ. وصرتَ تكاثر ويكاثر بک، وتشير ويشار إليک، ويُذكر على المنابر اسمک، وفي المحاضر ذكرک۔

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

الصنيعة الحزم رخاء غمرة مهاد كن حصن حصين نوائب المتربة الضيقة الرايات غلول

۴۔ ابن العمید کے حالات اوراس کے نگارشات پر روشنی ڈالئے؟

۵۔ کتاب ینوب عن الکتاب کا خلاصہ بیان کیجئے

۶۔ صنف کا تعارف اوراس کی ہیئت وصورت کو قلم بند کیجئے

۷۔ رسالہ-ابن العمید کے متن کی خصوصیات اوراس کی اسلوب امتیازات کو تحریر کیجئے؟

4.14 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱) رسائل ابن العميد دراسة فنية، ابن العميد، تحقيق، رامی عثمان المرابطة

۲) تاریخ الادب العربی (زیات)

۳) تاریخ الادب العربی (عمر فروخ)

۴) مختصر تاریخ ادب عربی (مقتدی حسن ازہری)